غالب اکیڈمی میں کلیات نسیم اردو کا اجرا اور مشاعرہ

گزشتہ روز غالب اکیڈمی نئی دہلی میں یوگیندر اپادھیائے نسیم گورکھپوری کی کلیاتِ نسیم کا اردو ایڈیشن کا اجرا عمل میں آیا۔ڈاکٹر جی آر کنول نے تقریب کی صدارت کی۔عقیل احمد نے نسیم گورکھپوری کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ نسیم گورکھپوری کو شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔پندرہ سال کی عمر میں شعر کہنے لگے تھے۔ساحر لدھیانوی ان کے پسندیدہ شاعر ہیں۔نسیم گورکھپوری کا بچپن آزادی کی جدوجہد کے سائے میں گذرا،ان کا خاندان مذہبی تھا ایک دوسرے سے پیار اور عزت کرنا ان کی خاندانی وراثت تھی۔نسیم گورکھپوری نے انسانیت کو اپنا مذہب بنایا۔کلیات نسیم میں ان کا مکمل کلام ہے۔جس میں نظم،گیت،قطعات وغیرہ ہیں چاروں مجموعوں کے علاوہ بھی کلیات میں نیا کلام شامل ہے۔اس موقع پر فاروق ارگلی نے کہا کہ کلیات نسیم موجودہ دور کی بہت بڑی بات ہے 60 سال سے امریکہ میں رہتے ہوئے اردو تہذیب اور شاعری سے جڑے ہیں سچے ذہن کی سادہ جذبات واحساسات کی علامت ہے۔ان کے یہاں کلاسیکل رنگ ہے انسانی قدروں میں یقین رکھنے والے ہیں۔مذہب کی تنگ نظری کے خلاف ہیں۔انھوں نے شعری روایتوں میں استعارہ کا استعمال کیا ہے۔وہ کہیں سے خیالات مستعار نہیں لیتے ،فکر منظر نامہ نظموں میں پھیلا ہوا ہے۔اس موقع پر شاداب تبسم نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ان کی روح ہندوستان میں رہتی ہے گیت کا سر بہت مدھر ہے۔شاعری اپنے دور کا آئینہ ہوتی ہے نسیم گورکھپوری نے حالات حاضرہ کو اپنے کلام میں پیش کیا ہے یہاں کے درد کو امریکہ میں بیٹھ کر محسوس کیا ہے۔انھوں نے دیگر موضوع کے ساتھ ساتھ جہیز پر بھی بہت پر اثر اشعار لکھے ہیں۔اس موقع پر دویا جین نے مبارکباد پیش کی اور کہا کہ نسیم گورکھپوری صاحب کی پچھلے سال رومن اور ہندی میں کلیات آئی تھی ،کلیات نسیم اردو رسم الخط میں اسی کا ترجمہ ہے۔اردو میں اس کا ترجمہ نسیم صاحب کے لیے ایک بڑا مرحلہ تھا۔نسیم گورکھپوری صاحب کی خواہش تھی جب تک یہ کلیات اردو میں نہ آجائے اس کو مکمل نہیں مانا جائے۔نسیم گورکھپوری نے اس موقع پر کہا کہ شاعری روح سے آتی ہے دماغ سے نہیں یہ تو شاعر کا تخیل ہوتا ہے لوگوں کو سمجھنا پڑتا ہے جیسے غالب لکھتے تھے کچھ کیا پتہ ان کی سمجھ کیا تھی۔ڈاکٹر جی آر کنول نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ شاعری بڑی چیز ہے۔نسیم گورکھپوری کا لب ولہجہ الگ ہے۔ہندی کا اثر بہت ہے۔وہ امریکہ کے مشاعروں میں نہیں جاتے غصہ اور رنج شاعری میں نکالتے شاعری میں شکوہ ہے اور علاج ہے۔شاعر شعر نہیں کہے گا تو بیمار ہو جائے گا۔شعر جب دوا بن جائے تو امر ہو جاتا ہے۔اس موقع پر متین امروہوی نے ایک نظم پیش کی اور موجودہ شعرا نے اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

یہ موسم کا تغیر ہے کہ طرز دلبری بدلا	وہ پہلی سی خوشی خوباں سے مل کر کیوں نہیں ہوتی	فاروق ارگلی
خواب بنتی رہی نظر کیا کیا	گزری اس دل پہ تھی مگر کیا کیا	دویا جین
زندگی بخشی ہے اس نے کیا یہی کافی نہیں	چاہیے پھر بھی اس کی نشانی اور کچھ	سمیر کیلاش
تو ہے میری سامنے ہر وقت مجھ کو ہے خبر	گو کھلی آنکھوں سے تجھ کو آج تک دیکھا نہیں	راجیو کامل
بڑھاؤ ہاتھ کسی کی مدد کو تو مانیں	فقط دو روٹی کمانا ہنر نہیں ہوتا	رچنا نرمل
کمی کہاں ہمیں پانے میں تھی وسائل کی	خود اپنی راہ میں دیوار ہم نے حائل کی	چشمہ فاروقی
سچ کو سچ ثابت کرنے کا سکھاتا ہوں ہنر	پھر اس کے بعد جھوٹ سارے ہوجاتے ہیں بے اثر	نسیم بادشاہ
بڑا مضبوط بندھن بھی یکہ یک ٹوٹ جاتا ہے	نہ روٹھا ہو کسی سے جو وہ مجھ سے روٹھ جاتا ہے	انمیش شرما
تمام عمر وہ دوسروں کو نصیحتیں دیتا رہا	خود پر عمل کرتا تو دنیا میں نام ہوتا	سیما کوشک
جھانکتی تھیں کھڑکیوں سے لڑکیاں جب	سمجھتے تھے لڑکپن ختم جوانی کی آئی باری ہے	ناظمہ صدیقی
گھر کی دہلیز پر کوئی ملنے لگا	میری منزل میری راہ تکنے لگی	سرفراز احمد فراز

اس موقع پر عزیزہ مرہ،احترام صدیقی اور شکیل سونی پتی نے بھی اپنے اشعار پیش کیے،اس موقع پر دیگر شعرا ادب سے ذوق رکھنے والے لوگ موجود تھے۔